غلام احمد قادیانی

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۴۳۵ ایل رجسٹرڈ

تار کا پتہ الفضل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں دو بار

فی پرچہ ایک آنہ

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۱۲ ششماہی ... سہ ماہی ...

جسے احمدیہ جماعت کا مسلّمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۳۱ | مورخہ ۲۲ جون سنہ ۱۹۲۶ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

بسبب ناسازیٔ طبع حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ۱۸ جون نماز جمعہ پڑھانے کے لئے تشریف نہ لا سکے۔ اور مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے خطبہ و نماز جمعہ پڑھائی۔

اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے رو بصحت ہے۔ کھانسی اور نزلہ کی تکلیف نسبتاً کم ہے۔ حضور نمازوں کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔

حضرت اُم المومنین کی صحت ابھی اچھی نہیں ہوئی۔ احباب دعا فرماتے رہیں۔

مدرسہ و بورڈنگ مدرسہ احمدیہ ہائی سکول اور اس کے بورڈنگ میں دو ہفتہ سے عارضی طور پر منتقل کر دئیے گئے ہیں۔ اور ان دنوں میں انکی دیواروں اور چھتوں کی مرمت کی جا رہی ہے۔

۲۵ جون کا اخبار بہ تقریب عید اضحیٰ و ایام تشریق نہیں نکل سکیگا۔ ناظرین کرام نوٹ فرما لیں۔ ۲۹ جون کا پرچہ اپنے وقت پر انشاء اللہ شائع ہو جائیگا۔

الموعظۃ الحسنۃ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیّت

وہ جو شخص میری اس وصیّت کو نہیں مانتا۔ کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے۔ اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اسکی ہستی پر آجائے۔ اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے۔ اور پلیدی اور حرام کاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے۔ اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے۔ اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہکر میرے پیچھے ہو لے۔ میں اس شخص کو اس کتے سے مشابہت دیتا ہوں۔ جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا۔ جہاں مردار پھینکا جاتا ہے۔ اور جہاں گلے سڑے مُردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں۔ کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں۔ اور اس طرح پر دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں۔ اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے۔ تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کریگا۔ جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہو گی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں۔ کوئی نہیں۔ جو آسمانی کشش کو روک سکے۔

بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر و فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ شاید ان کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں۔ اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہیں۔ جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل۔

اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں۔ خدا انکو ذلت سے مار یگا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں۔ وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے ان کے حصہ میں کچھ نہیں ''

حضرت مسیح موعودؑ ۔ (اشتہار ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

ڈرگ روڈ میں لیکچر

مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۶ء کو ڈرگ روڈ تشریف لائے۔ اور یہاں کی جامع مسجد میں صداقت اسلام پر دس بجے رات سے ایک بجے رات تک لیکچر دیا۔ سامعین کی تعداد چھ سو کے قریب تھی۔ غیر مذاہب کے سکھ وغیرہ اصحاب بھی موجود تھے۔ سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ مگر کسی صاحب نے اعتراض نہ کیا۔ دوسرا لیکچر ۲۳ مئی کو ۲ بجے سے ۸ بجے شام تک صداقت مسیح موعود پر ہوا۔ مجمع کئی سو کا تھا۔ سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ ایک بہائی اور چند غیر احمدی صاحبان نے سوالات کئے۔ جن کے جواب بکمال لیاقت و احسن طریق سے دئے گئے۔ اسی دن صبح ۸ بجے سے لیکر ایک بجے دوپہر تک غیر احمدی صاحبان میرے مکان پر آکر مولانا صاحب موصوف سے اعتراضات پیش کر کے جوابات لیتے رہے۔ خدا کے خاص فضل و رحم سے تمام پبلک پر اچھا اثر ہوا۔ ماسٹر فضل الٰہی صاحب و ماسٹر جمعے خان صاحب غیر احمدی شرفاء نے تقاریر کے آغاز میں بکمال ادب و احترام پھولوں کے ہار مولانا صاحب کو پہنائے۔ اور تمام مجمع کو اپنے خرچ سے چائے پلائی۔ میں معہ اپنے احمدی برادران مقیم ڈرگ روڈ کے ان صاحبان کے حسن سلوک ہمدردی و محبت و عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں یہ صاحبان کثیر مشرفاء کے ساتھ اسٹیشن پر مولانا صاحب کو استقبالیہ طور پر ملاقات کرنے بھی آئے تھے۔

خدا کے فضل و رحم سے سلسلے کا وقار لوگوں کے دلوں پر قائم ہوگیا ہے۔ حضرت احمد نبی اللہ کا مقدس پیغام وضاحت سے ہر خاص و عام کو سنایا جا چکا ہے۔ اس کامیابی پر میں حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور مبارکباد عرض کرنے کے بعد ملتجی دعا ہوں۔

شیخ امتیاز علی احمدی تھانیدار پولیس ڈرگ روڈ ضلع کراچی

سندھ میں تبلیغ احمدیت

ایک بڑے سندھی پیر صاحب کے ان کے ایام عرس میں سینکڑوں مریدوں کے درمیان صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ دو دن رہا۔ پیر صاحب کے دل پر دلائل اور حالات علمی و عملی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اثر کیا مگر کچھ مریدوں کا خطرہ اور کچھ ان پر ولی عہد بیٹے کا خوف اس لئے انہوں نے کہا۔ کہ میرے لڑکے کو بھی (جو مریدوں میں بڑا عالم متشرع سمجھا جاتا ہے) آپ سمجھائیں۔ جب صاحبزادہ صاحب سے گفتگو ہوئی۔ تو بجائے میرے بیان کردہ دلائل کو قبول کرنے یا ان پر جرح کرنے کے انہوں نے مندرجہ ذیل سوالات کئے۔

(۱) کیا آپ بھی اہل سنت و الجماعت کی طرح مانتے ہیں۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج میں جوتی سمیت عرش معلیٰ پر تشریف لے گئے تھے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں ہوتا تھا

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب پاخانہ کستوری کی طرح خوشبو دار ہوتا تھا ۔

(۴) آپ کا پیشاب یا پاخانہ زمین جھٹ پٹ نگل لیا کرتی تھی ۔

عید مبارک

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام جماعت احمدیہ کو عید اضحیٰ مبارک ہو ۔

اگر ان سوالات کا جواب نفی میں دیا جاتا۔ تو کافر کافر کہہ کر شور مچا دیتے۔ اور اگر اثبات میں جواب دیا جاتا تو خلاف حقیقت تھا۔ اس لئے ان کی سمجھ کے مطابق عرض کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جسم تو یہ خاکی جسم تھا۔ جس کو کافر مومن دیکھتے تھے۔ اور دوسرا جسم ایسا لطیف اور اعلیٰ نورانی تھا۔ جو ملائکۃ اللہ کو بھی نصیب نہ ہوا۔ معراج اسی جسم نورانی سے حالت بیداری میں ہوا۔ اسی لئے حضرت جبرئیل بھی پیچھے رہ گئے تھے۔

آخر پیر صاحب نے یہ کہدیا۔ بیٹا یہ لوگ سچے اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ دیکھو کیسے اعلیٰ حقائق بیان کئے ہیں۔ الحمد للہ کہ وہاں ایک شخص جو پیر صاحب کا مرید نہ تھا۔ بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوا۔

خاکسار محمد ابراہیم بقاپوری امیر تبلیغ ۔ سندھ

چندہ خاص کے متعلق ایک چٹھی

میں نے ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اسوقت میری آمدنی اس قدر قلیل تھی۔ کہ میں کیا عرض کروں تاہم میں چندہ حسب توفیق اخلاص سے دیتا رہا۔ اب کے چندہ خاص و عام دونوں اکٹھا ادا کرنے سے دل میں کچھ خفیف سی قبض معلوم ہوتی تھی۔ اس لئے میں نے استغفار پڑھنا شروع کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ممارزقنٰھم ینفقون۔ یاد دلایا۔ تب میری قبض بالکل جاتی رہی۔ اور بفضل خدا دل میں دلیری اور اخلاص پیدا ہوگیا۔ چنانچہ ان دونوں مدوں میں چودہ روپیہ دے دئے ہیں۔ اور باقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ ادا کر دوں گا۔ عبد اللہ جھنڈو ساہی ضلع سیالکوٹ

عبد المغنی ۔ ناظر بیت المال ۔ قادیان

استصواب رائے

۳۰ مارچ نمبر ۷۶ کے اخبار میں جماعت پشاور کا پیش کردہ نصاب تعلیم و تربیت شائع کیا گیا تھا۔ اور احباب سے درخواست کی گئی تھی۔ کہ اس کے متعلق اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ اور ان کے خیال میں جو کچھ کمی بیشی اس میں ہونی چاہیئے۔ وہ دفتر میں لکھیں۔ لیکن اس کے متعلق صرف دو احباب نے اپنی رائے سے مطلع کیا ہے اب یہ اعلان دوبارہ یاددہانی کے لئے کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ دوست جلد توجہ فرمائینگے۔ اور ہمیں اپنی رائے سے مطلع کرینگے۔ مرزا شریف احمد ۔ ناظر تعلیم و تربیت ۔ قادیان

کارکنوں کا انتخاب

سلسلہ احمدیہ کے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے جماعت احمدیہ میرٹھ نے ۱۳ ماہ جون ۱۹۲۶ء حسب ذیل کارکن بہ اتفاق رائے منتخب کئے۔

(۱) سکرٹری امور عامہ و خارجہ ۔ حاجی تحسین خان صاحب ناظر کلکٹریٹ

(۲) جنرل سکرٹری ۔ صوفی محمد فضل الٰہی صاحب اوڈیٹر ملٹری کونٹس ڈیپارٹمنٹ

(۳) سکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت ۔ ڈاکٹر منشی محمد صدیق صاحب سائیکل ڈیلر

(۴) محاسب ۔ مولوی الطاف حسین صاحب منیجر میرٹھ شو فیکٹری

(۵) محصل ۔ منشی عبد الحلیم خان صاحب میر منشی رجمنٹل بازار میرٹھ

خاکسار صوفی فضل الٰہی ۔ جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ

ولادت

بروز جمعہ ۴ جون ۱۹۲۶ء اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے عبد اللطیف نام رکھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو خادم دین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انوار کا وارث بنائے ۔ آمین ۔ شیخ عبد الحکیم احمدی شملہ

درخواست دعا

ہنسمیڈیکل سکول امرتسر میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ احباب میری کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ مشکور ہوں گا۔ خاکسار عبد الرب احمدی فیروزپور

(۲) میری اہلیہ عرصہ دراز سے بیماری میں مبتلا ہے روز بروز کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ نیز میں خود بھی بیمار ہوں۔ جملہ احباب احمدیہ سے درخواست دعا ہے کہ ہم دونوں کیلئے درد دل سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ عطا

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۲۲ جون ۱۹۲۶ء

"فاتح قادیان" کہلانے کا شوق

احمدیت کی صداقت کا اعتراف مخالفین کی زبان سے

اس وقت جبکہ ایک غیر معروف اور گمنام گاؤں میں جو کسی لحاظ سے بھی دنیا میں شہرت نہ رکھتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کی زندگی گوشۂ تنہائی اور خلوت میں گذری تھی۔ یہ دعوےٰ کیا۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ اب اسلام کو میرے ذریعہ غلبہ حاصل ہوگا۔ اور اس کی صداقت چار دانگ عالم میں ظاہر ہوگی۔ کون خیال کر سکتا تھا۔ آپ کو اس قدر غلبہ اور قوت حاصل ہوگی۔ کہ آپ کے اشد ترین مخالف اور دشمن بھی اس کے اعتراف کے لئے مجبور ہو جائیں گے۔ مگر اب جبکہ آپ کی بعثت پر چند ہی سال گذرے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کے ماتحت کہ لاغلبن انا ورسلی میں اپنے رسولوں کو ضرور غلبہ عطا کیا کرتا ہوں۔ نہ صرف دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ کے غلام اور جان نثار پائے جاتے ہیں۔ اور نہ صرف آپ کو ماننے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ بلکہ مخالفین بھی آپ کی جماعت اور آپ کے ذریعہ قائم شدہ سلسلہ کو ایک بڑی قوت اور ایک زبردست طاقت تسلیم کر رہے ہیں۔

اس بات کا ثبوت مخالفین کے اس طرز عمل سے ملتا ہے، کہ اس وقت ہر مذہب و ملت کے پیرو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کے معاند اور مخالف قرار دیکر اس پر بڑا فخر اور گھمنڈ کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ان کا اس جماعت کے مقابلہ میں کھڑا ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ بڑی ہمت۔ بڑی جرأت اور بڑے حوصلہ کا کام ہے۔ چنانچہ اس وقت ہندوستان میں جہاں تمام دنیا سے زیادہ مذاہب کا چرچا ہے۔ اور جہاں سب سے زیادہ مذاہب پائے جاتے ہیں۔ جتنے بڑے بڑے مذاہب ہیں۔ ان کے سرکردہ لیڈر اور منادا اپنی بڑائی اور قابلیت اب اسی بات میں سمجھ رہے ہیں۔ کہ اپنے آپ کو سلسلہ احمدیہ کا سب سے بڑا معاند قرار دیکر یہ ظاہر کریں۔ کہ وہ سب سے بڑے تیس مار خان ہیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے انھوں نے "فاتح قادیان" کا ایک خود ساختہ لقب تجویز کر کے اپنے ناموں کے ساتھ لگانا شروع کر رکھا ہے۔

مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب جو عام مسلمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور اسے اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ اس لقب کو اپنے نام کے ساتھ لکھنے کے شائق ہیں۔ ان کے بعد کچھ عرصہ سے دیوبندیوں نے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی کو جو اپنی بدزبانی اور بے ہودگی میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ اسی لقب سے ملقب کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اور وہ خود بھی بڑے فخر کے ساتھ اس لقب کا اپنے آپ کو مستحق قرار دیتے ہیں۔ ممکن ہے۔ مسلمانوں میں سے اور بھی کئی ایک ایسے ہوں۔ جو اس لقب کو اختیار کرنے کے متمنی ہوں اور ممکن ہے۔ انھوں نے اپنے اپنے حلقہ میں اس کا اعلان بھی کر رکھا ہو۔ لیکن ان میں سب سے زیادہ اس کے دلدادہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور دربھنگی صاحب ہی ہیں۔ جو بارہا تحریروں اور تقریروں میں اس کا اعلان کر چکے ہیں۔

مسلمانوں کے بعد عیسائیوں کا درجہ ہے۔ انھوں نے بھی ایک مدت تک ناکامی اور نامرادی کے صدمے اٹھانے اور عیسائیت کے جسم پر احمدیت کے چرکے سہنے کے بعد اگر کوئی چارہ کار رکھا ہے۔ تو یہی کہ اپنے میں سے کم از کم ایک آدھ شخص کو "فاتح قادیان" قرار دیدیں۔ چنانچہ انھوں نے پادری عبد الحق صاحب کو یہ خطاب عطا کر دیا ہے۔ اور اب ان کے نام کے ساتھ اسے لازمی طور پر لکھا جاتا ہے جیسا کہ عیسائی اخبار "نور افشاں" کے صفحات سے ظاہر ہوتا ہے۔

عیسائیت کے علاوہ ایک ہی فرقہ ایسا ہے۔ جس کی مذہبی سرگرمیاں امن و عافیت کی حدود سے گذر کر فتنہ و فساد کے خار دار میدان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اور وہ آریہ سماجی فرقہ ہے اس فرقہ کے لوگ بھی اپنے بعض لیکچراروں کو جو درشت کلامی میں خاص طور پر امتیاز رکھتے ہیں مثلاً دہرم بھکشو صاحب وغیرہ ان کو "فاتح قادیان" کہتے ہیں۔ اور وہ خود بھی اپنے متعلق اسے استعمال کرسکتے ہیں۔

اب اگر اور باتوں کو جانے دیا جائے۔ اور صرف یہی دیکھا جائے۔ کہ کیوں بڑے بڑے مذاہب کے پیرو "فاتح قادیان" کہلانا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے اور کیوں اس لقب پر اتراتے ہیں تو اس سے سلسلہ احمدیہ کی شان و عظمت۔ قوت و طاقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔

اگر کسی کی سمجھ میں یہ بات جو بالکل صاف اور واضح ہے نہ آتی ہو تو وہ اس عام حقیقت پر غور کرے کہ کوئی شخص جسے اپنے شہ زور اور طاقتور ہونے کا ثبوت دینا ہو۔ وہ اس غرض کیلئے یہ نہیں کہا کرتا کہ میں نے فلاں لنگڑے یا لولے کو چاروں شانے چت گرایا ہے بلکہ وہ اسی وقت اپنی شہ زوری کا دعوےٰ کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے حریف کی طاقت اور قوت کا بھی اعتراف کرتا ہو۔ اسی طرح کوئی بڑے سے بڑا پہلوان اپنے آپکو "رستم ہند" یا "رستم زمان" کے لقب سے اسوقت تک ملقب نہیں کر سکتا۔ جب تک اس نے کسی مشہور و معروف طاقتور پہلوان کو پچھاڑنے کا دعوےٰ نہ ہو۔ اسی بات کو اگر وسیع طور دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم اپنے آپکو "فاتح" کے لقب کا اسی وقت مستحق سمجھیگی۔ جبکہ وہ کسی قوی اور باساز و سامان دشمن کے مقابلہ میں فتح حاصل کرنے کی مدعی ہوگی۔ یہ نہیں ہوگا کہ کوئی جرنیل کسی ہسپتال پر حملہ کر کے بیماروں اور مریضوں کو جو خود ہی موت کے انتظار میں گھڑیاں گن رہے ہوں۔ قتل کر دے۔ یا کسی محتاج خانہ کے کمزور اور نحیف ساکنوں کو تہ تیغ کر ڈالے۔ اور پھر اپنے آپ کو "فاتح ہسپتال" یا "فاتح محتاج خانہ" کہے۔ یہ تو اس کے لئے نہایت ہی شرم اور ندامت کی بات ہوگی۔ کہ اس نے بیکسوں اور بے بسوں پر حملہ کیا۔ نہ کہ فخر اور مسرت کا باعث کہ وہ اس پر اترانا پھرے۔

اسی اصل کے ماتحت اس لقب کو دیکھئے۔ جو ہمارے مخالف عام مسلمانوں۔ عیسائیوں اور آریوں کے سرکردہ مذہبی لیڈروں نے متفقہ طور پر ہمارے مقابلہ میں اختیار کر رکھا ہے۔ اس بات کو چھوڑیئے کہ اس لقب کے اختیار کرنے میں سلسلہ احمدیہ کے معاند کہاں تک حق بجانب ہیں۔ ہم اسوقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ اور ابھی پڑنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ جبکہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر صحیح طور پر کوئی ایک فرقہ بھی اس لقب کا مصداق ہوتا۔ تو پھر کسی دوسرے کے لئے اس کے اختیار کرنے کا کوئی موقعہ ہی نہ تھا۔ مگر نظر یہ آرہا ہے کہ ادھر تو ہمارے مخالف مسلمانوں میں سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور دیوبندی وغیرہ یہ ادعا کر رہے ہیں کہ وہ "فاتح قادیان" ہیں۔ ادھر عیسائیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ انکے پادری عبد الحق صاحب "فاتح قادیان" ہیں اور ادھر آریہ صاحبان پنڈت دہرم بھکشو وغیرہ کے "فاتح قادیان" ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان سب کا جو ایکدوسرے سے اتنا ہی بعد رکھتے ہیں جتنا مشرق اور مغرب میں ہے۔ اور جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں۔ ایک ہی بات علیحدہ علیحدہ دعویٰ کرنا بذات خود اس بات کا ثبوت ہے۔

کہ ان میں سے کوئی بھی سچ نہیں بول رہا۔ بلکہ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ہر ایک یہ کوشش اور سعی کر رہا ہے۔ کہ احمدیت کا سب سے بڑا دشمن اسے سمجھا جائے۔

غرض اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کہ "فاتح قادیان" کا لقب اختیار کرنے والے کہاں تک اپنے اس دعوےٰ میں سچے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا اپنے آپ کا اس کا مصداق قرار دینا ہی ان سب کے جھوٹے ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اس وقت پیش نظر جو امر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس لقب کے اختیار کرنے والے یا بالفاظ دیگر تمام بڑے بڑے مذاہب والے اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ "قادیان" ایک ایسا محفوظ مذہبی قلعہ اور ایسا زبردست دینی مورچہ ہے۔ کہ ہر بڑے سے بڑا دشمن اسکے فتح کرنے کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہتا۔ اور اس بات کو اپنے لئے بڑے فخر کا باعث سمجھتا ہے۔ ورنہ اگر قادیان کوئی قابل توجہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس میں کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ اسے کوئی شوکت و عظمت حاصل نہیں ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں۔ آریوں۔ اور عیسائیوں وغیرہ سے جو شخص اپنے آپکو سب سے بڑا مذہبی پہلوان ثابت کرنا چاہتا ہے۔ جو اپنی قوت اور طاقت کا مخالفین پر سکہ جمانا چاہتا ہے۔ اور جو اپنے طرہ میں خاص امتیاز کا پر لگانا چاہتا ہے۔ وہ "فاتح قادیان" کا لقب اختیار کر لیتا ہے۔ ہو نہیں سکتا۔ کہ قادیان کو بے حقیقت اور بے حیثیت سمجھتے ہوئے۔ قادیان کو کوئی وقعت نہ دیتے ہوئے۔ اور قادیان کی قوت اور طاقت کو ہیچ سمجھتے ہوئے مسلمانوں، عیسائیوں اور آریوں کے سرکردہ لوگ "فاتح قادیان" کہلانا پسند کرتے۔ ان کا اس لقب کو اختیار کرنا اور اس کو بڑے فخر کے ساتھ پیش کرنا درحقیقت قادیان کی شوکت اور عظمت۔ قادیان کی قوت اور طاقت اور قادیان کی برتری اور سربلندی کا اعلان کرنا ہے۔

ہم "فاتح قادیان" کہلانے کے شائقین سے پوچھتے ہیں۔ وہی بتائیں کیا اس سے ان کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ قادیان ایک کمزور اور بے کس چیز ہے۔ قادیان میں کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔ قادیان بالکل بے حقیقت اور لاشے ہے۔ جسکی فتح کا انہیں دعوےٰ ہے۔ اگر قادیان کو ایسا سمجھ کر وہ اپنی فتحمندی کا ادعا کرتے ہیں۔ اور پھر اس پر اتراتے ہیں تو ان جیسا نادان اور کم عقل اور کون ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں سمجھتے۔ اور پھر "فاتح قادیان" کہلانا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ تو پھر اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ قادیان کو اپنے اس دعوےٰ سے بڑی قوت۔ بڑی طاقت۔ اور بڑی عظمت والا قرار دیتے ہیں۔ اور اس طرح اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ "لاغلبن انا ورسلی"۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی نہایت وضاحت کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔

"فاتح قادیان" بننے کے مدعیوں اور ان کے پیرووں کو ٹھنڈے دل کے ساتھ اس بات پر غور کرنا چاہئیے۔ کہ وہ آج جس قادیان کی فتح کا دعوےٰ کر رہے ہیں۔ کیا یہ وہی قادیان نہیں ہے۔ جس کا نام بھی آج سے کچھ عرصہ قبل کوئی نہ جانتا تھا۔ اور جسے دنیا اور پھر مذہبی دنیا میں کسی قسم کی شہرت حاصل نہ تھی۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس گمنام بستی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اس وقت آپ ایک طرف تو دنیاوی ساز و سامان سے بالکل تہی دست تھے۔ اور دوسری طرف ساری دنیا آپ کی مخالفت پر کھڑی ہو گئی۔ مسلمان کہلانے والوں نے آپکی تخریب میں ناخنوں تک کا زور لگایا۔ عیسائیوں نے آپ کے مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ آریوں نے آپ کے تباہ کرنے میں کوئی کمی نہ کی۔ اور دیگر مذاہب کے لوگوں نے بھی جس قدر ان سے ممکن تھا۔ مخالفانہ کوششیں کیں لیکن باوجود اسکے خدا تعالےٰ نے آپ کو وہ طاقت اور شوکت بخشی اور وہ کامیابی اور کامرانی عطا کی۔ کہ آج ہر مذہب و ملت کے اشد ترین دشمن بھی اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اور اپنے آپکو "فاتح قادیان" کہکر اس امر کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں۔ کہ قادیان انکی نظر میں بھی ایک اتنی بڑی قوت اور اتنی بڑی طاقت ہے۔ کہ جس سے ٹکرانا بہت بڑا کارنامہ سمجھا جانا چاہئیے۔

اب ان لوگوں سے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اتنا تو سوچیں۔ کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے کسی اور بے بسی کی حالت سے اس قدر طاقت اور شوکت بخشی۔ اور مخالفین کی سر توڑ کوششوں کے باوجود اس شان تک پہنچایا ہے۔ تو کسطرح ممکن ہے کہ مخالفین احمدیت کے خلاف اپنی بے جا سرگرمیوں میں آئندہ کامیابی کا منہ دیکھ سکیں۔ انہیں چاہئیے۔ کہ "فاتح قادیان" بننے کے جھوٹے اور لغو دعوےٰ پر فخر کرنے کی بجائے خدا تعالےٰ کی اس تائید اور نصرت کو دیکھیں۔ جو احمدیت کی فرما رہا ہے اور اپنی عاقبت کی فکر کریں۔ اس دعوےٰ کی حقیقت نہ صرف دنیا پر بلکہ خود دعوےٰ کرنے والوں پر بھی ظاہر ہو چکی ہے۔ پھر بھی اگر وہ بے جا ضد کریں۔ تو ان جیسا ناعاقبت اندیش کون ہو سکتا ہے۔

ظالم خاوند اور مظلوم ہندو عورتیں

اخبار "پرکاش" (۹) جون لکھتا ہے۔

"بمبئی۔ پولیس کورٹ میں ایک شخص نے اپنے داماد کے خلاف استغاثہ دائر کیا ہے۔ کہ میرا داماد میری لڑکی (اپنی بیوی) سے برا سلوک کرتا ہے۔ اور اسے زد و کوب کرتا ہے۔ لڑکی نے اپنی داستان غم سنائی۔ اور وہ نشانات دکھائے جو اسکے پتی نے گرم آہنی سلاخوں سے اسکے جسم پر لگائے تھے۔"

"پرکاش" نے یہ ذکر نہیں کیا۔ کہ اس استغاثہ کا نتیجہ کیا ہوا۔ البتہ وہ یہ لکھتا ہے۔ کہ

"اس قسم کا یہ ایک واقعہ نہیں۔ نت پرتی تعداد کثیر میں ہوتے رہتے ہیں۔"

اور ان کے انسداد کا یہ طریقہ بتاتا ہے۔ کہ

"یہ دور نہیں ہو سکتے۔ جب تک ویدک دھرم کا سندیش ایک ایک شخص کے کانوں تک ہی نہیں۔ بلکہ دل تک نہیں پہنچایا جاتا۔"

مگر سوال یہ ہے۔ کہ اگر کوئی ظالم اور جابر خاوند ویدک دھرم کا سندیش سنکر بھی اپنی بیوی پر ظلم کرنے سے باز نہ آئے۔ اور اسے ہر وقت دکھ اور تکلیف میں مبتلا رکھے تو ایسی حالت میں ویدک دھرم نے بیچاری مظلوم اور ستم رسیدہ عورت کیلئے کوئی مخلصی کی راہ رکھی ہے یا نہیں۔ اگر کوئی نہیں اور یقیناً نہیں رکھی کیونکہ ویدک دھرم نے عورت کو مرد کے حوالے کر کے اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دی۔ کہ خواہ اس پر کتنا ہی ظلم و ستم ہوتا ہو۔ وہ اس سے علیحدہ ہو سکے۔ تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس قسم کے واقعات کی کثرت کا ذمہ دار "ویدک دھرم" ہے۔ جس نے ہندو عورتوں کو اس درجہ مجبور اور معذور بنا دیا ہے۔ کہ وہ ظالم سے ظالم اور جابر سے جابر خاوندوں کے دست ظلم سے رہائی کی کوئی راہ نہیں پاتیں۔

اس قسم کے واقعات کے سدباب کا طریق یہی ہے۔ کہ ایسے خاوندوں سے عورتوں کو علیحدہ کرا دیا جائے اور اس بارے میں بھی آریہ سماجیوں کو اپنے ویدک حکم میں اسطرح ترمیم کر لینی چاہئیے جسطرح بیواؤں کی شادی کے متعلق زمانہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر انہوں نے کر لی ہے۔

اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ

اسلامیہ کالج لاہور مسلمانان پنجاب کا واحد کالج ہے جسکے متعلق یہ امر موجب مسرت ہے کہ کالج کے کارکن اسکو بیش از بیش ترقی دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حال ہی میں خانصاحب شیخ عبدالعزیز صاحب آنریری سکرٹری انجمن حمایت اسلام نے ایک اپیل شائع کی ہے جسمیں انہوں نے خواہش کی ہے کہ ایسے طلباء کو جو انٹرنس کے امتحان میں اول و دوم ڈویژن میں کامیاب ہوئے ہوں اسلامیہ کالج میں داخل ہوں۔ شیخ صاحب اس بات کا بھی اطمینان دلاتے ہیں۔ کہ کسی مسلمان طالب علم کو جو اسلامیہ کالج میں داخل ہونا چاہے انکار نہ کیا جائے گا۔ مسلمان طلباء کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئیے۔

بیعت خلافت

یہ خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے بعض معزز اور تعلیم یافتہ غیر مبائع اصحاب کو خدا تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں داخل ہونے کی توفیق بخش رہا ہے۔ اور وہ نہایت تحقیق اور اطمینان خاطر کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل شان اور صحیح دعاوی وہی ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پیش فرماتے ہیں:۔

ناظرین کرام جناب ماسٹر ثناء اللہ صاحب بی اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول عیسیٰ خیل اور خان صاحب نعمت اللہ خان صاحب سینئر سب جج دہرم سالہ کے مفصل اعلان اخبار میں پڑھ چکے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ ان کے اعلان دوسرے سمجھدار غیر مبائع اصحاب کی ہدایت کا بھی موجب بن رہے ہیں۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ بغداد سے ایک صاحب نے جن کا نام احمد گل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ جس میں مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق اپنے شکوک کا ازالہ چاہا۔ مگر حضور نے ان کو جو خط لکھوایا۔ وہ ان تک ابھی پہنچا نہ تھا۔ کہ ان کی طرف سے بیعت خلافت کا خط آ گیا۔ اور برادر جعفر صادق صاحب امیر جماعت احمدیہ بغداد کے خط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ان پر مذکورہ بالا دونوں اصحاب کے مضامین کا گہرا اثر ہوا۔ اور انہوں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔

ذیل میں ہم ان کا پہلا خط اور اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جواب۔ نیز بیعت کا خط درج کرتے ہیں۔ تاکہ اور سعید روحیں بھی فائدہ اٹھائیں۔

ازالہ شکوک کی درخواست

جناب حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب۔

السلام علیکم۔ اگرچہ وہ تذبذب کا زمانہ جس وقت کہ راقم خط حضرت مسیح الموعود کے دعاوی کے متعلق کسی فیصلہ کن نتیجہ پر نہیں پہنچا تھا۔ عرصہ ایک سال سے گزر چکا ہے۔ جبکہ میں نے حضرت مرزا صاحب کو مجدد تسلیم کرتے ہوئے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی کے ہاتھ پر بیعت کا فخر حاصل کیا تھا اس قلیل مدت میں میں محسوس کرتا ہوں کہ میری حالت میں ایک انقلاب عظیم رونما ہوا۔ جو کہ محض فضل ایزدی ہے۔ اسی عرصہ میں اس قسم کی نبوت کے متعلق جس کا دعویٰ حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے۔ جو شکوک کہ میرے دل میں تھے۔ وہ کسی حد تک رفع ہو گئے ہیں۔ مگر ابھی تک کلی تشفی نہیں ہوئی۔ خصوصاً یہ مسئلہ کہ مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا۔ میری نزدیک وہ لوگ جو حضرت صاحب کو نبی یا مجدد نہیں مانتے۔ از روئے شریعت اسلام قابل مواخذہ ہیں۔ اور پکے مومنین کی صف میں داخل نہیں ہیں۔ مگر اسلام سے خارج نہیں ہیں۔ اگر جناب مندرجہ بالا مسائل کے اوپر روشنی ڈالیں۔ تو ازحد مشکور ہونگا نیز بیعت کی شرائط اگر ارسال فرما سکیں تو باعث ممنونیت ہوگا۔ اخیر میں میں درخواست کرتا ہوں کہ میرے واسطے اللہ تبارک تعالیٰ سے توجہ کے ساتھ دعا فرمائیں کہ خداوند کریم صراط المستقیم کی طرف راہبری فرمائے۔ والسلام۔ فقیر احمد گل۔

(نوٹ ۱) جناب کا لیکچر جو Religious Conference. میں پڑھا گیا تھا۔ میری نظر سے گذرا اور اس نے ایک گہرا اثر میرے دل پر ڈالا ہے۔ بلکہ میری اس موجودہ تحقیق کا محرک بھی آپ کا یہی لیکچر تھا۔

(نوٹ ۲) قادیان ہائی سکول کے پراسپکٹس روانہ کرنے کے متعلق کارکنان سکول کو ہدایت فرمائیں:۔

(نوٹ ۳) اگر قادیان میں کوئی Girls School. ہو۔ تو اس کے قواعد و ضوابط تحریر فرمائیں اور ماہوار خرچ کی فہرست بھی ارسال فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا جواب

مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت

مکرمی! السلام علیکم۔ آپ کا خط مورخہ ۱۶ ۵ ۲۶ ملا۔ مسئلہ کفر کے سمجھنے کے لئے میرے نزدیک یہ غور کرنا چاہیئے۔ کہ انسان کافر کیوں ہوتا ہے۔ کفر کی وجہ کسی انسان کا انکار نہیں۔ کیونکہ کوئی انسان خواہ کتنے ہی بڑے درجہ کا ہو ایسے مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ کہ اس کا انکار خدا کے انکار کے برابر ہو جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام نبیوں کے سردار اور جامع کمالات انسانیہ تھے۔ آپ کی اطاعت یا آپ کی فرمانبرداری یا آپ پر ایمان لانے کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ مکہ کے رہنے والے تھے۔ یا ایک معزز خاندان کے فرد تھے۔ یا قوم اور ملک کے خیر خواہ تھے۔ یا یہ کہ دنیا کے فائدہ کے لئے اپنی زندگی خرچ کرتے تھے۔ اور لوگوں کے لئے ہر قسم کا نقصان اٹھاتے تھے۔ اگر یہ ساری ہی باتیں آپ میں جمع ہوتیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کے یقینی کلام کے آپ حامل نہ ہوتے۔ تو آپ کا انکار بھی ہی حقیقت رکھتا۔ جیسا کہ دنیا کے اور سمجھدار اور عقلمند انسانوں کی باتوں کا انکار رکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کے انکار پر کفر لازم آنے کی وجہ صرف یہی تھی۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کا کلام دنیا کی طرف لائے۔ پس کفر کسی انسان کے انکار کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ خدا کے کلام کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے اور اگر یہ بات صحیح ہے۔ کہ کفر کی وجہ کسی انسان کا انکار نہیں بلکہ خدا کے کلام کا انکار ہے۔ اور میرے نزدیک ہر عقلمند انسان اس بات سے متفق ہوگا۔ کہ کفر کلام الٰہی کے ہی انکار کے سبب سے لازم آتا ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ ہر شخص جو خدا تعالیٰ کا یقینی کلام دنیا میں لاتا ہے۔ اس کا انکار انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے انکار کے یہ معنے تو ہیں نہیں۔ کہ انسان اس کی شرافت اور عقلمندی کا انکار کرتا ہے۔ بلکہ یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ خدا کی طرف سے اسے نہیں سمجھتا۔ اس لئے کفر کا نام پاتا ہے۔ اگر وہ شرارت سے ایسا کرتا ہے تو سزا پائیگا۔ اور اگر غفلت اور بے علمی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے جو رحیم و کریم ہے جو حکیم ہے۔ اس پر یہ امید تو نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ ایسے امر کے نہ ماننے کی وجہ سے سزا دیگا۔ جس کا اسے علم بھی نہیں ہوا۔ اب اسمیں تو کوئی شبہ نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء مختلف درجوں اور مختلف حیثیتوں کے ہیں۔ اور اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا کلام علم و معرفت کے لحاظ سے کئی قسموں کا ہے۔ لیکن ایک منٹ کیلئے بھی ہم یہ خیال نہیں کر سکتے کہ ماننے یا نہ ماننے کے لحاظ سے بھی خدا تعالیٰ کے کلام کی کئی قسمیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی آئیگا ہمیں اسے ماننا ہوگا خواہ وہ بڑے سے بڑے مامور کے ذریعے آئے۔ یا چھوٹے سے چھوٹے مامور کے ذریعہ سے۔ خواہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تمام دنیا کی طرف بھیجے گئے۔ نازل ہو۔ یا صرف حضرت لوط پر۔ جو صرف دو تین بستیوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اگر وحی نبی بنائے۔ تو ہم کہہ سکتے تھے۔ کہ ایک بڑے آدمی کی بات کا رتبہ اور ہوتا ہے۔ اور چھوٹے آدمی کی بات کا اور۔ لیکن اگر وحی خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔ تو ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم خدا کی صرف ان باتوں کو مانیں گے۔ جو فلاں فلاں شخصوں کی معرفت ہمیں پہنچے۔ اور ان باتوں کو نہیں مانیں گے۔ جو دوسروں کی معرفت پہنچیں۔ اس صورت میں ہم خدا سے خدائی چھین کر اپنے قبضہ میں کرنا چاہیں گے۔ اور اس سے زیادہ نادانی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

میرے نزدیک کفر و اسلام کے مسئلہ میں ساری ٹھوکر یہ لگی ہے۔ کہ انسانوں کے انکار کا نام کفر رکھ لیا گیا ہے حالانکہ انسان کی بات کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ خدا کی بات کا انکار کفر ہوتا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ ایک عورت سے فرمایا کہ تم میری فلاں بات مان لو۔ اس نے پوچھا۔ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ یا آپ اپنے پاس سے کہتے ہیں۔ جب اُسے

معلوم ہوا۔ کہ آپ اپنے پاس سے کہتے ہیں۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ اب ہم اس کو بے ادب تو کہہ سکتے ہیں۔ کافر نہیں کہہ سکتے۔ رسول کو جو اپنے اتباع اور اپنی امت سے خیر خواہی ہو سکتی ہے۔ اور اس کے دل میں جو انکی خیر خواہی کا مادہ ہو سکتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اپنی ذات کی خیر خواہی بھی ہیچ ہے پس خدا کے رسول اپنے پاس سے کہیں۔ یا خدا کی طرف سے۔ اس کا ماننا ہمارے لئے ضروری ہے۔ خواہ وہ دنیوی امور کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر دنیوی امور کے متعلق وہ کوئی بات کہیں۔ اور کوئی شخص نہ مانے۔ تو ہم اسے کافر نہیں کہہ سکتے۔ ہم اسے بے ادب کہینگے۔ اپنی جان کا دشمن کہیں گے۔ بے وقوف کہیں گے۔ بیہودہ جاہل بیوقوف مومن۔ جاہل مومن۔ اپنی جان کا دشمن مومن ہی کہیں گے۔ کیونکہ وہ رسول کی وحی کو اور اس کے آسمانی علوم کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ پر گذر رہے تھے۔ آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا۔ کہ وہ کھجوروں کے نر و مادہ میں جوڑ لگا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسکی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ سمجھ کر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منشا ہے چھوڑ دیا۔ اگلے سال کھجوروں میں پھل نہ آیا۔ وہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لائے۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگ دنیا کی باتوں کو مجھ سے زیادہ سمجھتے ہو۔ میں نے تو اپنا ایک خیال بیان کیا تھا تمہیں چاہیئے تھا۔ کہ مجھے بتا دیتے۔ کہ تجربہ کے یہ بات خلاف ہے۔

ان روایتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کفر نہ تھا۔ بلکہ وحی الٰہی کا انکار کفر تھا۔ خواہ جلی ہو۔ یا خفی۔ یعنی خواہ الفاظ میں نازل ہونے والی ہو۔ یا ان القاء میں نازل ہونے والی ہو۔ جو کہ ایک نبی کے دل پر امور مذہبیہ کے بارے میں نازل ہوتے ہیں۔ اگر امور سیاسیہ یا ملیہ میں اسکا مقابلہ کر کے انسان کافر ہو جاتا ہے تو اس کی بھی یہی وجہ ہے۔ کہ وحی الٰہی اس کو یہ طاقت دیتی ہے اگر وحی الٰہی اسے یہ اختیار نہ دے۔ تو ان امور میں بھی ان کا انکار کفر نہ رہے۔ جب یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ وحی کا انکار درحقیقت انسان کو کافر بناتا ہے۔ تو اگر ہم یہ تسلیم کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خدا تعالےٰ کی یقینی وحی نازل ہوتی تھی۔ تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ آپ کا انکار مستلزم کفر ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ میرے نزدیک وہ لوگ جو حضرت صاحب کو نبی یا مجدد نہیں مانتے۔ از روئے شریعت اسلام قابل مواخذہ ہیں۔ مجھے آپ کے اس خیال سے اختلاف ہے۔ میرے نزدیک قابل مواخذہ صرف وہی شخص ہے۔ جسکے اوپر حجت تمام ہو گئی ہو۔ وہ لوگ جن پر حجت پوری نہیں ہوئی جن کو علم نہیں۔ وہ ہرگز قابل مواخذہ نہیں۔ مگر کفر کا لفظ سب پر اطلاق ہو گا۔ کیونکہ نام ظاہر پر رکھے جاتے ہیں۔ اور مواخذہ نام پر نہیں ہوتا۔ مواخذہ کا تعلق باطن سے ہے۔ اس لئے بالکل ممکن ہے۔ کہ ایک شخص ظاہر میں مانتا ہو۔ وہ زیر مواخذہ ہو۔ اور ایک شخص ظاہر میں منکر ہو۔ اور وہ مواخذہ کے نیچے نہ ہو۔ اور نام کا تعلق ظاہر سے ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص دل میں پورا مومن ہو۔ لیکن ہم اسے کافر کہنے پر مجبور ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص پکا کافر ہو۔ لیکن ظاہر کی بناء پر ہمیں اسے مومن کہنا پڑے۔ دعا انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے لئے کروں گا۔ شرائط بعیت ارسال ہیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے افسران کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ وہ پراسپکٹس بھیجدیں۔

قادیان گرلز سکول ساتویں جماعت تک ہے۔ لڑکیوں کا بورڈنگ کوئی نہیں۔ یا تو مائیں آکر قادیان میں رہتی ہیں۔ اور ان کے بچے تعلیم پاتے ہیں۔ یا پھر کسی شریف گھرانے کے ساتھ انتظام کرنا ہوتا ہے۔ ماہوار اخراجات انسان کے اپنے ذرائع پر منحصر ہیں۔ میرے نزدیک دس سے پچیس تک میں ادنےٰ اور اعلیٰ طریق پر رہنے والے لوگ جو ہیں۔ ان کے بچے گذر کر سکتے ہیں۔ گرلز سکول ساتویں جماعت تک ہے اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس سال ساتویں جماعت کھلی ہے۔ اگلے سال آٹھویں کھولی جائیگی۔ منشاء یہ ہے۔ کہ اس کو ہائی سکول کر دیا جائے۔

بیعت کا خط

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

گذشتہ ڈاک میں ایک عریضہ خدمت اقدس میں تحریر کیا تھا۔ امید ہے۔ کہ جناب کے ملاحظہ سے گذرا ہوگا۔

میں خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں۔ کہ نبوت مرزا صاحب کے متعلق جو شبہات میرے دل میں تھے۔ وہ حقیقۃ الوحی کے مطالعہ سے سب رفع ہو گئے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ حضرت صاحب کی تصانیف کے مطالعہ کے بعد ایک احمدی کس طرح حضرت صاحب کی نبوت سے انکار کر سکتا ہے۔ لہٰذا ملتمس ہوں۔ کہ میری بیعت قبول فرمائیں۔ اور دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم کمترین کو ثابت قدم رکھے۔ اور ہر قسم کی ٹھوکروں سے بچا وے۔ والسلام۔ حقیر احمد گل۔ بغداد۔

ایک اور معزز صاحب کی بیعت خلافت

ذیل میں جناب سید مبارک شاہ صاحب کا جو شیر گڑھ ریاست امب ضلع ہزارہ میں مجسٹریٹ ہیں۔ بیعت خلافت کا خط درج کیا جاتا ہے۔ جناب شاہ صاحب ایک متقی اور دیندار نوجوان ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی سید عبدالستار شاہ صاحب پہلے ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی بیعت سے مشرف ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ اس خاندان پر بیش از پیش فضل نازل کرے۔ اور اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔

معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ان احباب کے لئے جو ضد اور تعصب کے باعث نہیں۔ بلکہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے تا حال حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے دامن تقدس سے وابستہ ہونے سے محروم تھے۔ اپنے فضل کے خاص سامان مہیا فرمائے ہیں۔ اور وہ ان سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ کاش وہ وقت آئے۔ کہ جس قدر بچھڑے ہوئے بھائی ہیں۔ وہ سب ساتھ مل کر خلافت کی برکات سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔

جناب شاہ صاحب کا خط حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

والسّلام علی المسیح الموعود۔

بحضور جناب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

(۱) روز اختلاف سے آج تک میں بوجہ اپنی کم علمی اور دور افتادہ ہونے کے درمیان دونوں فریق کے کوئی فیصلہ نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اب میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ میں حضور کے سلسلہ سے باہر رہکر اپنی روحانیت کو مُردنی کی حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ اور مرکز سے علیٰحدہ رہ کر روحانی اور قومی ترقی خواب وخیال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ (۲) اعتقادات مختلف فیہ کی بابت جہانتک غور کر رہا ہوں میں خیال کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول کے وہی اعتقادات تھے۔ جو حضور اب ظاہر فرما رہے ہیں۔ اس لئے میں آج حضور کی بیعت میں داخل ہونے کی درخواست کرتا ہوں۔ اور حضور سے بصد نیاز یہ التجا کرتا ہوں۔ کہ میرے واسطے دعا فرما دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو انشراح صدر عطا فرمائے۔ اور استقامت دے۔

خاکسار سید مبارک شاہ مجسٹریٹ شیر گڑھ۔ ریاست امب۔ ضلع ہزارہ۔

سیرت المہدی اور غیر مبایعین

(نمبر ۷)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے قلم سے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے اصولی اعتراضات کا جواب دینے کے بعد اب میں ان مثالوں کو لیتا ہوں۔ جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سیرۃ المہدی سے پیش فرما کر ان پر جرح کی ہے لیکن اس بحث کے شروع کرنے سے قبل میں ضمنی طور پر ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ جب میں نے ڈاکٹر صاحب کے مضمون کا جواب لکھنا شروع کیا۔ تو میں نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور کے نام ایک خط ارسال کیا تھا۔ جس کی نقل میں نے نہیں رکھی۔ مگر جس کا مضمون جہاں تک مجھے یاد ہے۔ یہ تھا کہ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا مضمون جو سیرۃ المہدی کی تنقید میں لکھا گیا ہے پیغام صلح میں شائع ہوتا رہا ہے۔ اس لئے کیا ایڈیٹر صاحب پیغام صلح اس بات کے لئے تیار ہوں گے۔ کہ میں اپنا مضمون بھی ان کی خدمت میں ارسال کر دوں۔ اور وہ اُسے اپنے اخبار میں شائع فرمائیں۔ تاکہ جن اصحاب تک ڈاکٹر صاحب کی جرح پہنچی ہے۔ ان تک میرا جواب بھی پہنچ جائے۔ اور پبلک کو کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں امداد ملے۔ اس خط کا جو جواب مجھے موصول ہوا۔ وہ سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے تھا۔ اور مضمون کے لحاظ سے وہ وہی تھا۔ جس کی مجھے اُمید تھی۔ لیکن اس بات سے مجھے خوشی ہوئی۔ کہ خط کا لب و لہجہ اچھا تھا۔ اور ڈاکٹر صاحب کا سا دل آزار طریق اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ متانت اور تہذیب کے ساتھ جواب دیا گیا تھا۔ خط کا مضمون خلاصۃً یہ تھا۔ کہ جو تجویز تمہاری طرف سے پیش کی گئی ہے۔ وہ پسندیدہ ہے۔ لیکن کیا کارکنان الفضل بھی ہمارے مضامین (غیر مبایعین کے مضامین) کو اپنے اخبار میں جگہ دینے کے لئے تیار ہوں گے۔ اگر الفضل والے اس بات کے لئے تیار ہوں۔ تو تمہارا یہ مضمون پیغام صلح میں شائع کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر یہ بھی تجویز کی گئی تھی۔ کہ بہتر ہو۔ کہ طرفین کی جانب سے چند آدمی نامزد کر دیئے جائیں۔ جن کے سوا کسی اور کو ایک دوسرے کے خلاف قلم اٹھانے کی اجازت نہ ہو۔ وغیرہ ذالک

میں یہ عرض کر چکا ہوں۔ کہ اس خط کے الفاظ اور طرز تحریر کے متعلق مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اس کے مضمون سے ضرور ایک حد تک اختلاف رکھتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ اگر اصولاً ہمارے غیر مبایع دوستوں کو اس بات سے اتفاق ہے۔ کہ ان کا اخبار مخالف خیالات کے اظہار کے لئے بھی کھلا ہونا چاہیئے۔ اور ایسے وہ علمی تحقیق کے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ تو یہ خیال درمیان میں نہیں آنا چاہیئے کہ جب تک الفضل اس بات کے لئے آمادہ نہیں ہو گا۔ اس وقت تک پیغام صلح بھی ہمارے مضمون نہیں لے سکتا۔ اگر ایک طریق اچھا اور پسندیدہ ہے۔ تو کسی دوسرے کا اُسے قبول نہ کرنا اس بات کا موجب نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ہم بھی جو اس کی خوبی کے معترف ہیں اُسے رد کر دیں۔ پس میرے خیال میں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جہاں اتنی وسعت قلب دکھائی تھی۔ کہ اصولاً میرے مضمون کے شائع کرنے کی تجویز کو قبول کر لیا تھا۔ وہاں اگر ذرا اور وسعت سے کام لیکر "الفضل" والی شرط زاید نہ کرتے تو اچھا ہوتا۔ مگر افسوس ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ سکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ہر قسم کے مضامین کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے۔ اور اختلافی مضامین اور عام تحقیقی مضامین میں کوئی امتیاز نہیں کیا جو کہ ایک صریح غلطی ہے۔ میں نے جو ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی خدمت میں لکھا تھا۔ اس کا منشاء یہ تھا کہ چونکہ میرا یہ مضمون ایک عام علمی مضمون ہے۔ اور طرفین کے اختلافی عقائد کے ساتھ اُسے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ایڈیٹر صاحب کو اُسے اپنے اخبار میں شائع کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ اگر میرا یہ مضمون اختلافی عقائد سے تعلق رکھتا۔ تو میں کبھی بھی ایسا خط نہ لکھتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ اختلافی عقائد کے اظہار کے لئے فریقین کے اپنے اپنے اخبارات موجود ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم فریق مخالف سے یہ امید رکھیں۔ کہ وہ اختلافی عقائد کے متعلق ہمارے مضامین اپنے اخبار میں شائع کرنے کی اجازت دے گا۔ اور در اصل مستثنیات کو الگ رکھیں۔ تو ایسا ہونا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ اس طریق میں بعض ایسی عملی دقتوں کے رُونما ہونے کا احتمال ہے۔ کہ جن سے بجائے اس کے کہ تعلقات میں کوئی اصلاح کی صورت پیدا ہو۔ فساد کے بڑھنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لیکن عام علمی اور تحقیقی مضامین شائع کرنے میں اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ بلکہ ایسا طریق علاوہ وسعت حوصلہ پیدا کرنے کے آپس کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ میرا مضمون اختلافی عقائد کے متعلق نہ تھا۔ اس لئے میں نے محض نیک نیتی کے ساتھ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور کی خدمت میں خط لکھ کر یہ درخواست کی تھی۔ کہ اگر ممکن ہو۔ تو میرے مضمون کو وہ اپنے اخبار میں شائع کر کے مجھے اور عام پبلک کو ممنون فرمائیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اس کے جواب میں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک ایسا سوال کھڑا کر دیا۔ کہ جس کا نتیجہ سوائے اس کے کہ طرفین آپس میں اُلجھنا شروع کر دیں۔ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ میں نے کسی ایسے مضمون کے لئے پیغام صلح کے کالموں کی فیاضی کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ جو فریقین کے اختلافی عقائد سے تعلق رکھتا ہو۔ بلکہ ایک عام علمی اور تحقیقی مضمون کی اشاعت کی درخواست کی تھی۔ اس کے جواب میں مجھ سے یہ کہنا کہ جب تک الفضل ہمارے مضامین کے شائع کرنے کی اجازت نہیں دیگا اسوقت تک تمہارا مضمون پیغام صلح میں شائع نہیں ہو سکتا۔ انصاف سے بعید ہے۔ اوّل تو الفضل میرا اخبار نہیں ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ کے مرکزی نظام کی نگرانی میں شائع ہوتا ہے۔ اور مجھے اس کی پالیسی یا اس کے انتظام سے کسی قسم کا بلاواسطہ تعلق نہیں۔ پس اس کے متعلق مجھ سے کوئی فیصلہ چاہنا خلاف اُصول ہے۔ دوسرے میرا یہ خط جو میں نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ ایک بالکل پرائیویٹ خط تھا۔ جس کے جواب میں کوئی محکمانہ بحث شروع نہیں کی جا سکتی تھی۔ اور تیسرے میں نے یہ خط اس نیت اور خیال سے لکھا تھا۔ کہ چونکہ میرا یہ مضمون ایک عام علمی مضمون ہے۔ اور اختلافی عقائد سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کارکنان پیغام صلح کو اس کے شائع کرنے میں تامل نہیں ہو سکتا۔ مگر میری اس درخواست سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر مجھے یہ جواب دیا گیا۔ کہ جب تک الفضل کے کالم غیر مبایعین کے مضامین کے لئے کھولے نہ جائیں گے۔ اسوقت تک پیغام صلح تمہارا مضمون شائع کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ یہ طریق کسی طرح بھی جائز اور صلح جوئی کا طریق نہیں سمجھا جا سکتا۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ کب کسی غیر مبایع کی طرف سے کوئی عام علمی مضمون "الفضل" میں شائع ہونے کے لئے آیا۔ اور الفضل والوں نے اس کا انکار کیا؟ کم از کم میرے علم میں کوئی ایسی مثال نہیں ہے۔ کہ کسی غیر مبایع نے کوئی عام تحقیقی مضمون جسے اختلافی عقائد سے تعلق نہ ہو۔ "الفضل" میں بھیجا ہو اور پھر کارکنان الفضل نے اسے محض اس بناء پر رد کر دیا ہو کہ اس کا لکھنے والا جماعت مبایعین میں نہیں ہے۔ پس جب کوئی ایسی مثال موجود ہی نہیں ہے۔ تو ایک فرضی روک کو آڑ بنا کر انکار کر دینا انصاف سے بعید ہے۔ اگر سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس بناء پر انکار فرماتے۔ کہ ان دنوں میں پیغام صلح میں اس مضمون کے شائع ہونے کی گنجائش نہیں ہے یا کوئی اور اسی قسم کی روک بیان کرتے۔

جو بعض اوقات اخبار نویسوں کو پیش آجاتی ہے۔ تو مجھے ہرگز کوئی شکایت نہ تھی۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ اول تو ہر قسم کے مضامین کو ایک ہی حکم کے ماتحت سمجھکر ایک ہی فتویٰ لگا دیا گیا ہے اور اختلافی مضامین اور عام علمی اور تحقیقی مضامین میں کوئی فرق نہیں کیا گیا اور دوسرے الفضل کا نام درمیان میں لاکر روک پیش کر دی گئی ہے جو بالکل فرضی اور موہوم ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرے یہ چند الفاظ سکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تسلی کے لئے کافی ہونگے ۔

اب میں اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ پہلی مثال جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے بیان فرمائی ہے۔ وہ منگل کے دن کے متعلق ہے۔ میں نے سیرۃ المہدی حصہ اوّل میں حضرت والدہ صاحبہ کی زبانی یہ روایت درج کی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اس روایت پر ڈاکٹر صاحب نے بڑی لمبی جرح کی ہے۔ جو کئی حصوں پر منقسم ہے۔ اور میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مختصراً تمام حصوں کا جواب دوں۔ کیونکہ میرے خیال میں اس امر میں ڈاکٹر صاحب نے بڑی سخت غلطی کھائی ہے اور صرف ایک عامیانہ جرح کر کے اپنے دل کو خوش کرنا چاہا ہے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ میں اس جرح کا جواب دوں میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ سیرۃ المہدی حصہ اول کے شائع ہونے کے بعد مجھے بعض دوستوں کی طرف سے بھی یہ بات پہنچی تھی کہ یہ روایت کچھ وضاحت چاہتی ہے۔ چنانچہ میں نے انہی دنوں میں سیرۃ المہدی حصہ دوئم میں جو ان ایام میں زیر تالیف ہے، اس روایت کے متعلق ایک تشریحی نوٹ درج کر دیا تھا اور میں چاہتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر صاحب کا جواب دینے سے پہلے یہ نوٹ احباب کے سامنے پیش کر دوں۔ کیونکہ یہ نوٹ سیرۃ المہدی حصہ دوئم کے مسودے میں آج سے ایک سال پہلے کا لکھا ہوا موجود ہے۔ جبکہ ابھی ڈاکٹر صاحب کا مضمون معرض تحریر میں بھی نہیں آیا تھا۔ میرے اس بیان کے تسلیم کرنے میں اگر ڈاکٹر صاحب کو کوئی تامل ہے۔ اور وہ میرے اس نوٹ کو اپنی جرح کے جواب میں لکھا ہوا خیال کریں۔ تو ان کا اختیار ہے۔ لیکن میں خدا تعالیٰ کو گواہ رکھکر کہتا ہوں کہ میرا یہ نوٹ ڈاکٹر صاحب کے مضمون کے شائع ہونے سے کم از کم ایک سال قبل کا لکھا ہوا ہے۔ اور اگر میں بھولتا نہیں۔ تو بعض دوستوں نے اسے اسی زمانہ میں مسودے کی صورت میں مطالعہ بھی کیا تھا۔ ان دوستوں میں سے چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر امیر جماعت احمدیہ لاہور مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ شام اور نیک محمد خان صاحب کے نام مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ مقدم الذکر دو احباب نے سیرۃ المہدی حصہ دوئم کا مسودہ لاہور میں مطالعہ کیا تھا۔ جبکہ میں گذشتہ سال ماہ جون میں تبدیل آب و ہوا کے لئے منصوری جاتا ہوا دو دن کے لئے لاہور ٹھہرا تھا اور موخر الذکر صاحب نے غالباً ماہ جولائی ۱۹۲۵ء میں بمقام منصوری اسے پڑھا تھا۔ یہ دوست اگر بھول نہ گئے ہوں۔ تو اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں۔ کہ جو نوٹ اس روایت کے متعلق ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ آج کا نہیں۔ بلکہ آج سے کم از کم ایک سال قبل کا لکھا ہوا ہے۔ وہ نوٹ یہ ہے:-

"روایت ۳۲۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سیرۃ المہدی حصہ اوّل کی روایت نمبر ۱۰ (صحیح نمبر ۱۱) میں خاکسار نے یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس کا مطلب بعض لوگوں نے غلط سمجھا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس سے ایسا نتیجہ نکالا ہے۔ کہ گویا منگل کا دن ایک منحوس دن ہے جس میں کسی کام کی ابتدا نہیں کرنی چاہیئے۔ ایسا خیال کرنا درست نہیں۔ اور نہ حضرت صاحب کا یہ مطلب تھا بلکہ منشاء یہ ہے۔ کہ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے دن اپنی برکات کے لحاظ سے ایکدوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں۔ مثلاً جمعہ کا دن مسلمانوں میں مسلمہ طور پر مبارک ترین سمجھا گیا ہے۔ اس سے اتر کر ہفتہ اور جمعرات کے دن اچھے سمجھے جاتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً اپنے سفروں کی ابتدا انہی دنوں میں سے کسی دن میں فرماتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ کہ دن اپنی برکات کے لحاظ سے ایکدوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اور اس توازن اور مقابلہ میں منگل کا دن گویا سب سے پیچھے ہے۔ نہ یہ کہ منگل کوئی منحوس ہے۔ پس حتی الوسع اپنے اہم کاموں کی ابتداء کے لئے سب سے زیادہ برکات والے اوقات کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے کوئی نقصان برداشت کیا جائے یا کسی ضروری اور اہم کام میں توقف کو راہ دیا جائے۔ ہر ایک بات کی ایک حد ہوتی ہے۔ اور حد سے تجاوز کر کے انسان نقصان اٹھاتا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ دنوں وغیرہ کے معاملہ میں ضرورت سے زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ ان پر بالآخر توہم پرستی غالب آجاتی ہے۔ "گر حفظ مراتب نکنی زندیقی" جیسا کہ اشخاص کے معاملہ میں چسپاں ہوتا ہے۔ ویسا ہی دوسرے امور میں بھی صادق آتا ہے۔ اور یہ سوال کہ دنوں کی برکات میں تفاوت کیوں اور کس وجہ سے ہے۔ یہ ایک علمی سوال ہے۔ جس کے اٹھانے کی اس جگہ ضرورت نہیں"

میرا یہ نوٹ ہر عقلمند اور سعید الفطرت انسان کی تسلی کے لئے کافی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ علاوہ اس کے کہ اس میں اصولی طور پر گو مختصراً ڈاکٹر صاحب کے اعتراض کا جواب آگیا ہے اور روایت مذکورۃ الصدر کے متعلق جس غلط فہمی کے پیدا ہونے کا احتمال تھا اس کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ یہ نوٹ اس وقت کا ہے۔ جبکہ ابھی ڈاکٹر صاحب کا تنقیدی مضمون معرض تحریر میں بھی نہیں آیا۔ بلکہ غالباً ابھی ڈاکٹر صاحب موصوف نے سیرۃ المہدی حصہ اول کا مطالعہ بھی نہیں فرمایا ہوگا۔ اندریں حالات اگر میں صرف اسی جواب پر بس کروں تو قابل اعتراض نہیں سمجھا جا سکتا۔ لیکن چونکہ یہ ایک علمی سوال ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے اس روایت کے متعلق ضمنی طور پر بعض ایسے اعتراضات کئے ہیں۔ جن کا جواب علم دوست احباب کی دلچسپی اور بعض ناواقف لوگوں کی تنویر کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر صاحب کی تنقید کا کسی قدر تفصیل کے ساتھ جواب عرض کروں وما توفیقی الّا باللہ ۔

مغربی افریقہ کے مسلمانوں کا بینظیر ایثار و قربانی

سالٹ پانڈ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول

یہ خبر نہایت خوشی سے پڑھی جائیگی کہ جماعت احمدیہ گولڈ کوسٹ نے سالٹ پانڈ میں سکول کی عمارت تیس ہزار روپیہ کی لاگت سے تعمیر کی ہے۔ اس رقم میں سے سات ہزار مرکز کی طرف سے بطور قرضہ امداد کی گئی ہے۔ اسوقت تک اس عمارت کی تکمیل ہو چکی ہوگی۔ اس کے متعلق اخبار "گولڈ کوسٹ لیڈر" نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۶ء میں لکھا:۔

"پچھلے سوموار ۸ ماہ حال کو جماعت احمدیہ کے نئے سکول کی بلڈنگ کا سنگ بنیاد مسٹر جی۔ بی۔ کرک ویسٹ افریقہ کے انگریزی بنک کے مینجر نے رکھا۔ اور یہ رسم سالٹ پانڈ میں ایک مجمع کثیر کے سامنے ادا کی گئی۔ ہم حکیم صاحب اور ان کی جماعت کے لوگوں کے لئے ہر طرح کی کامیابی کے خواہاں ہیں۔"

اس صورت میں جبکہ غیر ہماری کامیابی چاہتے ہیں۔ میں اپنے دوستوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس جماعت اور حکیم فضل الرحمٰن صاحب اور سکول کے بچوں کے لئے بھی بہت بہت دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکی مشکلات دور کرے اور ایمانی ترقی حاصل ہو۔

ساحل مغربی افریقہ پر بہا بڑے قصبے ہیں۔ جنکی آبادی سوائے لیگوس کے اکثر عیسائی ہے۔ مسلمان جو ہیں وہ بھی تعلیم سے عاری ہیں۔ تعلیم سب کی سب عیسائی مشنوں کے ہاتھ میں ہے۔ سارے مغربی افریقہ میں صرف دو اسلامی مدارس ہیں۔ اور وہ دونوں جماعت احمدیہ کی طرف سے لیگوس (نائیجیریا) و سالٹ پانڈ (گولڈ کوسٹ) میں ہیں۔ مدرسے پہلے موجود تھے۔ مگر عمارات اب بنائی گئی ہیں دونو مدرسوں پر تقریباً ۶۰ ہزار روپیہ صرف ہوا ہے۔ جو ان لوگوں

ٹیریٹوریل فورس کیلئے بھرتی

بخدمت سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کو معلوم ہے۔ کہ سلسلہ کی طرف سے ایک ٹیریٹوریل فورس کمپنی پانچ سال سے قائم ہے۔ کئی وجوہات سے انکی نفری میں کمی واقعہ ہوتی رہتی ہے۔ اس کمی کو ہر سال پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسلئے ہر سال بھرتی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ کمی کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔ (۱) بعض کا اگریمنٹ پورا ہو جاتا ہے۔ بعض صحت کی کمزوری کی وجہ سے ڈسچارج ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کام سیکھکر کسی فوج میں ملازمت اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض معذور ہوتے ہیں۔ جن کو علیحدہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بعض آسانی سے پولیس میں مستقل بھرتی ہو جاتے ہیں چنانچہ ان وجوہات سے کمپنی کی نفری میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ اور اس سال کم از کم ایک سو نوجوان کی ضرورت ہے۔ اس تعداد کا جون کے مہینہ میں پورا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ میجر و الد کمانڈنگ افسر ٹیریٹوریل فورس کے سامنے یہ کمی پوری کی جاسکے۔

نوجوان۔ نوعمر۔ ۲۵ سال تک۔ باشعور ہوں۔ زمیندار اقوام سے ہوں۔ اور فی الحال بقیہ اقوام سے بھرتی نہ کی جائے۔ تعلیم یافتہ نوجوان صعوبت اور مشقت برداشت کرنے کے قابل ہوں۔

جن لوگوں نے پہلے کسی فوج میں کام نہیں کیا۔ ان کو چھ سال کا اقرار نامہ دینا پڑتا ہے۔ اور پرانا سپاہی ۴ سال کے بعد فارغ ہو سکتا ہے۔ تنخواہ سولہ روپیہ ماہوار ہوتی ہے پہلے سال ۱۰۵ روز ٹریننگ ہوتی ہے پھر صرف فروری کے مہینہ میں ٹریننگ ہوتی ہے۔ پہلے جنوری اور فروری دو ماہ کے لئے جالندھر یا انبالہ جانا پڑتا ہے۔ کرایہ آمد و رفت سرکار سے ملتا ہے۔

ٹیریٹوریل فورس میں شامل ہونے کا فائدہ سلسلہ کے نقطہ نظر سے یہ ہے۔ کہ افراد میں فرمانبرداری۔ باقاعدگی اور فرائض کے ادا کرنے کی اہلیت۔ جفاکشی۔ چستی۔ صفائی۔ قانون کی پابندی اور قدر کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ جن اقوام کی اپنی حکومتیں ہیں۔ ان کا ہر فرد لازمی فوجی ٹریننگ لیتا ہے۔ جب تک وہ اس ٹریننگ کو پورا نہ کرے۔ اسوقت تک وہ کسی دوسرے کام میں شامل نہیں ہو سکتا۔

ہندوستان کی دوسری اقوام کے ساتھ دوش بدوش چلنے اور ان سے مقابلہ کی دوڑ میں آگے نکلنے کے لئے۔ ملک کی بہبودی اور حکومت کے ساتھ خیر خواہی اور تحفظ امن کے لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلسلہ کے افراد میں فوجی زندگی کا ذوق و شوق پیدا ہو۔ اور اس میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ ایسے لوگ فوج میں داخل ہو کر ٹریننگ نہ لیں۔ اور اپنے رویہ سے ظاہر نہ کریں۔ کہ وہ بھی ہماری جماعت حکومت کے لئے ایسی ہی مفید ہے۔ جیسا کہ دوسری اقوام۔ مثلاً سکھ اور دیگر جنگجو اقوام۔ بلکہ ان سے بڑھکر۔

ٹیریٹوریل فورس میں شمولیت سے کئی فوائد ہیں مثلاً (۱) روزانہ کاروبار میں فوجی زندگی کامیابی کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ (۲) دوسرے اس میں کام سیکھکر کسی فوج میں ملازمت مل جاتی ہے۔ (۳) تمام قوم میں آہستہ آہستہ جفاکشی قربانی اور ایثار کی تربیت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کمپنی اپنے کام میں کامیاب ہو جائے۔ تو گورنمنٹ سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ ہماری پلاٹونیں اور کمپنیاں کسی پلٹنوں میں لینا بخوشی قبول کرے۔ اور افراد سلسلہ کے لئے معاش کی صورت قائم ہو جائے۔ اور حکومت کے ساتھ رشتہ فرمانبرداری اور خدماتی تعلقات زیادہ مضبوط ہو جائیں۔ یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ گورنمنٹ یہ منظور کرے کہ آئندہ کسی فوج میں وہ سپاہی لئے جائیں۔ جو پہلے ٹیریٹوریل فورس میں کام سیکھے ہوئے ہوں۔ اور یہ بھی امکان ہے۔ کہ ٹیریٹوریل سپاہیوں کو گھر پر پانہ بھی ملے۔ لیکن یہ یقینی نہیں ہے۔ اور نہ ایسا وعدہ کرنا چاہئے۔ لیکن اسکے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ البتہ اچھے سپاہی کو کسی پلٹن میں جانے کے لئے سفارش مل سکتی ہے۔ اسلئے بھرتی ہونے والوں کے لئے کام سیکھنے اور سلسلہ کی پاک روح کو مدنظر رکھکر شامل ہونا چاہئے۔ تاکہ وہاں پر دلجمعی اور شوق سے کام سیکھا جائے۔ اور کمپنی اور سلسلہ کی عزت قائم ہو جائے۔ لہذا آپ اپنے علاقہ میں کوشش کریں۔ اور موزون نوجوانوں کو بھرتی کریں اور جب دس یا ۲۰ و ۲۵۔ ۳۰۔ ۴۰۔ ۵۰ کی تعداد ہو جائے تو مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ ان جوانوں کو یہاں بلایا جائے اور لفٹننٹ صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب مرکزی جگہ پر ان کا ملاحظہ کریں۔ آپکی خصوصاً اس امر میں امداد مطلوب ہے جسطرح بھی ہو سکے۔ اس کام کو جلد سرانجام فرماویں۔ یہ کام اتنا ہی اہم ہے۔ جتنا کہ دیگر امورات سلسلہ۔ آپ کے علاقہ سے نوجوان جو کہ منظور ہی ہو جاویں۔ ملنے لازمی ہیں۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ ناظر امور خارجیہ قادیان

حصہ وصیت میں اضافہ
شیخ فضل کریم صاحب مرحوم کا خط

شیخ فضل کریم صاحب مرحوم جو کہ گھمن کلاں ضلع گورداسپور کے باشندے اور دہلی میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ دفتر آڈیٹر جنرل تھے۔ ان کی نعش بہشتی مقبرہ میں ۱۴ مئی ۱۹۲۶ء دہلی سے لائی گئی۔ مرحوم بہت مخلص تھے۔ بطور نمونہ ان کا ایک خط جو انہوں نے ۱۴ مئی ۱۹۲۶ء کو لکھا۔ شائع کیا جاتا ہے۔

مکرمی مخدومی جناب سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ قادیان سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نے اپنی تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ وصیت کیا ہوا ہے۔ میری موجودہ تنخواہ ۲۷۵ صد روپیہ ماہوار ہے۔ اور ماہوار چندہ مبلغ ۲۷/۸ روپیہ معرفت جناب سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ دہلی ادا کرتا ہوں۔ کچھ بقایا میرے ذمہ نکلتا ہے۔ جو میں انشاء اللہ تعالیٰ جلد ادا کرنے کی کوشش کرونگا۔ اللہ تعالیٰ میرا حامی و ناصر ہو۔ اب سلسلہ کی ضروریات کو بڑھتا ہوا دیکھکر اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ضروری اعلان کی تکمیل میں میری خواہش ہے۔ کہ میں بجائے ۱/۱۰ حصہ کے ۱/۵ حصہ کی وصیت ادا کر دوں سو اس ماہ سے یعنی مئی کی تنخواہ کے لینے پر ۱/۵ حصہ کے حساب سے چندہ ادا کر دوں گا۔ آپ یہ تبدیلی وصیت میں اپنے رجسٹروں میں درج فرمالیں۔ اور اگر وصیت کا فارم اور پُر کرنے کی ضرورت ہو۔ تو ایک فارم خالی بھیجدیں۔ میں اس کو پُر کر کے اور دو گواہوں سے دستخط کرا کر ارسال خدمت کرا دوں گا۔ اسکے علاوہ میں سرکاری پراویڈنٹ فنڈ میں بھی چندہ دیتا رہا ہوں۔ اپریل گذشتہ سے موقوف کر رکھا ہے۔ مگر جو روپیہ پہلے میں کٹوا چکا ہوں۔ وہ جمع ہے۔ اور اسمیں سے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن کے نام کر رکھی ہے اب اس روپیہ میں بلحاظ ترمیم شدہ وصیت کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن متصور ہوگی۔ اسکے فارم میں بھی ضروری تبدیلی کر کے آپکی خدمت میں ارسال کر دوں گا۔ مگر یہ فارم ماہ اگست کے قریب ترمیم ہو سکیگا۔ کیونکہ اسوقت سکا غذات کا حساب و کتاب کیا جاتا ہے۔ حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو پورے طور سے اس چندہ کے ادا کرنے میں توفیق دے۔ اور میں اسکے علاوہ اور چندوں میں بھی وافر حصہ لینے کے قابل ہوں۔ اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ اور صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔۔۔۔

خاکسار فضل کریم اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ دفتر [illegible] جنرل [illegible]

اشتہارات

ولایت کی نئی کاریگری
ایک دن میں تین شکلیں بدلنے والی
کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی کے ساتھ بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپیہ کی چوڑیاں بنوا کر ان کے سامنے رکھ دو پھر دیکھو۔ کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار ساہوکار بھی یکایک نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں۔ جہاں دکھائیے۔ انہیں کوئی دو سو روپیہ سے کم نہیں بتا سکتا۔ کتنا ہی تپالو۔ کسوٹی پر لگالو۔ سونے ہی کا کس آئیگا۔ ہاتھوں میں پہنا کر پھر ان کی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہیں۔ دو چار الگ ہو جائیں۔ تو پھول پتی معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب مل گئیں۔ تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہیں اور سب الگ ہو جائیں۔ تو عمدہ لہریہ پڑ جاتا ہے۔ انکو پہن کر عورتیں اگر عورتوں میں پہن بیٹھیں۔ تو وہ عورتیں جو رات دن سونا چاندی پہنتی ہیں۔ انہیں دیکھکر دنگ رہ جاوینگی۔ اور کہیں گی۔ کہ ہمیں بھی منگادو۔ سب کی نظر ان پر نہ پڑے۔ تو بات نہیں۔ چمکدمک رنگ ان چوڑیوں کا ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ملمع وغیرہ نہیں۔ جو اتر جائے۔ قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیوں کا دام ۸ چار سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت۔ فرمائش کے ساتھ ناپ آنا ضروری ہے۔ محصولڈاک علاوہ؀

ایس کے اصغر اینڈ کو ٹیا محل دہلی

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمبلپور۔

"میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر؀

نوٹ:۔ قیمت پانچ روپے (صہ) تریاق چشم رجسٹرڈ علاوہ محصولڈاک سوائے ۸ر بذمہ خریدار ہوگا؀ المشتہر
خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ
(گوٹھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب)

احمدیہ جماعت کا جو مقصد ہے خوب ہمیشہ یاد رکھو

جناب من عرصہ دو سال سے ہمنے سیالکوٹ میں ٹرنکوں کا کارخانہ کھولا ہوا ہے۔ آپکو معلوم ہے۔ کہ سیالکوٹ کے ٹرنک ہر ملک و ہر شہر میں مشہور ہیں۔ اسکی تعریف کرنی فضول ہے۔ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے ٹرنک۔ سوٹ کیس۔ یونی فارم کیش بکس۔ ہینڈ بکس۔ ہر وقت آپ کو مل سکتے ہیں۔ ہمارے کارخانہ کی چیز عمدہ اور دوسرے دوکانداروں سے پائیدار اور خوبصورت اور بارعایت مل سکتی ہے ایک بار آرڈر دیکر آزمائیے۔ نرخ بذریعہ خط وکتابت دریافت کریں

آپ کا تابعدار
محمد ابراہیم احمدی اینڈ برادرز ٹرنک میکرس سیالکوٹ

کان

کان کی تمام بیماریوں نیز۔ بہرہ پن۔ کم سننے آوازیں ہونے۔ درد زخم۔ ورم خشکی پردوں کی کمزوری بچوں بڑوں کے کان بہنے نزلہ وغیرہ پر بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات شرطیہ دوا ہے جس پر انگریزی ڈاکٹر لٹو ہیں بیس سال تک کے بیمار اصلی صحت پاچکے ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ) اعتبار نہ ہو تب یہاں تشریف لاکر علاج کرائیے۔ دمہ اور مرگی کا بھی شرطیہ علاج کیا جاتا ہے۔ دھوکہ باز دوستوں سے ہوشیار ہو کر عقل سے کام لیں۔ اپنا پتہ صاف لکھئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے:۔
بہرہ پن کی دوا۔ بلب اینڈ سنز پیلی بھیت ضلع یو۔ پی (۔)

طاقت کی مشہور و معروف دوائی
سلاجیت خالص

قیمت فی چھٹانک دو روپے بارہ آنہ۔ آدھ پاؤ پانچ روپے۔ پاؤ بھر نو روپے۔ معہ محصولڈاک؀

پتہ
حکیم حاذق علم الدین سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی محلہ قلعہ امرتسر

حکیم عبداللطیف … [illegible]

بی۔ اے پاس کیا ہوا بیلنے چکی خریدو

آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پس جاتا ہے۔ دانہ فی گھنٹہ چار من دلا جاتا ہے۔ طاقتور ایک ورنہ دو بیل چلا سکتے ہیں۔ وزن مشین ۸ من پختہ۔ نرخ فی من بارہ روپیہ۔ مبلغ پچاس روپیہ بیانہ آنے پر مال روانہ کیا جاتا ہے؀

میاں مولا بخش اینڈ سنز بٹالہ پنجاب۔

نوٹس
نارتھ ویسٹرن ریلوے

آنے والے عشرہ محرم کی چھٹیوں میں جو مسافر نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ایک سو میل سے زائد ایک طرف کا سفر کریں گے۔ ان کے لئے واپسی کے ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ جو ۱۷ ر ماہ جولائی سے لے کر ۲۱ ر جولائی ۱۹۲۶ء تک مل سکیں گے۔ جس میں اول و آخر دونوں تاریخیں شامل ہیں یہ ٹکٹ ۲۶ ر جولائی ۱۹۲۶ء تک کام آسکیں گے۔ ان واپسی ٹکٹوں کی شرح کرایہ حسب ذیل ہے؀۔

اول و دوم درجہ کے ٹکٹ ایک طرف کے پورے اور دوسری طرف کے تہائی کرایہ پر۔ درمیانہ درجہ کے ٹکٹ ڈیوڑھے کرایہ پر باستثنائے کالکا وشملہ کے جن پر سفر کرنیوالے مسافروں سے ایک طرف کا پورا اور تہائی کرایہ وصول کیا جائے گا۔

دفتر ہیڈ کوارٹرز لاہور، مورخہ ۱۴ ر جون ۱۹۲۶ء — ڈی ایچ بولٹن، ایجنٹ صاحب بہادر

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جھنگ
بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب جج جہارم

بمقدمہ

ملک لعل ولد ملک بڈھا رام مہر سکنہ شورکوٹ مدعی بنام عنایت دعوی ۱۰۰ روپیہ بابت تملیک۔

اشتہار بنام عنایت ولد نصرت سیال سکنہ کھرانوالہ تحصیل شورکوٹ۔ درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ ودانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہٰذا بذریعہ زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ اسکو مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۲۸ پت ۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی؀ ۹ ۶/۲۶

دستخط حاکم — مہر عدالت

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں۔ نہ کہ الفضل۔ (ایڈیٹر))

(اشتہارات)

قادیان میں سکنی اراضیات

قادیان کی نئی آبادی کے مختلف محلہ جات میں مختلف موقعوں پر قطعات اراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت کریں۔

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد قادیان دارالامان

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں (۶) جن کے بچے کمزور بدصورت پیدا ہوتے ہوں اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ انکے لئے ان گودبھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ۴ تین تولہ کیلئے محصولڈاک معاف چھ تولہ تک خاص رعایت۔

سرمہ نور العین

اس کے اعلےٰ اجزاء موتی و ہیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھیلا ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے موتیابند کو دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیسدار پانی کے روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنے والی مقوی دماغ محافظ روشنی چشم۔ نزلہ کی دشمن۔ جگر کو طاقت دینے والی جوڑوں کے درد و نقرس کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ عہ۴

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں دانتوں سے خون آتا ہو۔ یا پیپ آتی ہوں۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

المشتہر

نظام جان عبید اللہ جان معین الصحت قادیان

اکسیر تسہیل ولادت کے متعلق ضروری اطلاع

اکسیر تسہیل ولادت کے مفید ہونے کا یہ کافی ثبوت ہے کہ مقامی علاقہ میں بھی اس کی مانگ اس قدر زیادہ ہے۔ کہ بیرونی فرمائشوں کی تعمیل کیلئے مشکل ہے۔ لیکن چونکہ اس کی مانگ دن بدن بڑھ رہی ہے ہمیں اس کا الگ دفتر مقرر کرنا پڑے گا جس سے اسکے ترسیلی اخراجات بڑھ جائیں گے۔ اور ہمیں اس کی قیمت میں اضافہ کرنا پڑیگا جو دوست منگانا چاہیں۔ قیمت بڑھنے سے پہلے فوراً منگالیں۔ ابھی اسکی وہی سابقہ قیمت صرف دو روپیہ معہ محصولڈاک ہے۔

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

ایک اشتہار کی تصحیح

(۲۵ جون)

سطر ۳۔ سلک نمبر ۱ کی بجائے لنگی ٹھکا سلک نمبر ۱ چاہیئے۔

سطر ۴۔ ساڑھی جالدار کی بجائے ساڑھی گولا سلک جالدار چاہیئے

سطر ۶۔ ی ٹائم پیس انسونیا کی قیمت عہ۴ کی بجائے للعہ۴ چاہیئے۔

سطر ۹ و ۱۰۔ الارم ٹائم پیس ویس بیڈم کی قیمت ہے۸ر کی بجائے ہے۲ر چاہیئے۔

مبارک علیشاہ احمدی مینجر مبارک اینڈ سنز لودھیانہ

ممالک غیر کی خبریں

پیرس ۱۰ جون۔ پاڈ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ میونی کے حکام نے اٹھارویں صدی کا مشہور و معروف قلعہ عبدالکریم کے قیام کے لئے دے دیا ہے۔ یہ قلعہ خلیج کے عین سامنے واقع ہے۔ عبدالکریم اپنی جلا وطنی کے ایام یہیں بسر کرینگے +

قاہرہ ۱۰ جون۔ موتمر حجاز کا اجلاس مکہ مکرمہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ ہندوستان کے نمائندے بھی اس میں شریک ہیں۔ سلطان ابن سعود نے اپنے افتتاحی خطبے میں شرکاء موتمر سے درخواست کی۔ کہ ان کو بین الاقوامی سیاسیات پر بحث کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے اور ایسے مسائل کے چھیڑنے سے بھی محترز رہنا چاہیئے۔ جو اسلامی ممالک میں اختلاف کا موجب بن سکتے ہوں +

سان ریمو ۱۰ جون۔ سلطان محمد سادس مرحوم کی لاش ۱۶ جون کو دمشق جانے والی تھی۔ تاکہ وہاں ایک شاہی مسجد میں دفن کر دی جائے۔ لیکن اب اس کی روانگی ملتوی کر دی گئی۔ کیونکہ سلطان مرحوم پر ۲ لاکھ لیرا کا قرض ہے ان کے محل کو مہریں لگا دی گئی ہیں +

بخارا ۱۰ جون۔ حکومت سوویٹ کے ماہرین نباتات کی ایک مہم تحقیقات کے لئے روانہ ہوئی۔ ان میں کئی ایک ارکان کی نسبت معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ جو بچ کر پہنچ گئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ سرحد افغانستان پر ان پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ ان کے تمام کاغذات تباہ برباد ہو گئے ہیں +

بغداد ۱۴ جون۔ مجلس ایران نے عہد نامہ موصل کی تصدیق و توثیق کر دی ہے +

ریگی ۱۴ جون۔ عام ہڑتال کے ایام میں روسیوں نے ہڑتالیوں کو مالی امداد کی۔ اس کے خلاف حکومت برطانیہ نے ایک احتجاجی مراسلہ حکومت روس کے نام ارسال کیا ہے اس مراسلہ اور اس امداد کے متعلق مختلف حلقوں میں بڑی گرمجوشی سے بحث مباحثہ کیا جا رہا ہے +

لنڈن ۱۴ جون۔ ہڑتال کا اثر یہ ہوا ہے۔ کہ کوئلہ کی کمی کی وجہ سے امریکہ کی روئی کے ۱۰ ہزار کارخانوں کے کام کے مقررہ اوقات میں کمی کرنی پڑی۔ اس کمی نے مصری روئی کے کارخانوں پر بھی بڑا اثر پیدا کیا ہے۔ اندیشہ ہے کہ یہ کارخانے جمعہ کو اور اتوار کو بند رہا کریں گے +

لنڈن ۱۴ جون۔ کانکنوں کی ہڑتال کا ساتواں ہفتہ شروع ہو گیا۔ لیکن اب تک مصالحت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کانکنوں کی کچھ تعداد جو چند کس سے زیادہ نہ ہو گی۔ کہیں کہیں اپنے کام پر واپس گئی ہے۔ لیکن عام طور پر ان کی ساری جماعت بدستور کام چھوڑے ہوئے ہے۔ اور اپنے لیڈروں کے مشوروں پر پوری پوری پابندی کر رہی ہے +

مالکان کان، گذشتہ ہفتہ گفت و شنید شروع کرنے میں ناکام ہو کر اب خاموش بیٹھ گئے ہیں۔ لیکن کانکنوں کی طرف سے یہ صاف صاف کہا جا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے مطالبات پر اسی طرح جمے ہوئے ہیں۔ جس طرح پہلے تھے۔ اور مزدوری میں تخفیف یا اوقات میں اضافہ پر کسی طرح راضی نہ ہوں گے +

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۱۵ جون۔ حکومت پنجاب کے شعبہ اطلاعات کو ہنگامہ راولپنڈی کے متعلق ذیل کے کوائف موصول ہوئے ہیں:-

شہر راولپنڈی میں ۱۴ اور ۱۵ جون کی درمیانی رات کو سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان زبردست ہنگامہ ہوا۔ املاک و اموال کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جلسوں کا انعقاد۔ لاٹھیوں کا ساتھ رکھنا۔ اور چار سے زیادہ اشخاص جمع ہونا ممنوع قرار دیا ہے۔ اس ہنگامے میں آٹھ مسلمان قتل چودہ مسلمان اور ایک ہندو زخمی ہوئے۔ زخموں کی نوعیت یا موت کے اسباب کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاع نہیں (پولیس اور فوج نے) حالات پر قابو پا لیا +

شملہ ۱۵ جون۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ راولپنڈی کا فساد مقامی سنگھ سبھا کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ ۱۳ جون کو سنگھ سبھا نے ایک بہت بڑا جلوس نکالا جس کے متعلق اس نے پہلے کوئی اطلاع نہیں دی۔ جامع مسجد کے پاس سے یہ جلوس گذرا۔ اور باوجود درخواست کے باجہ بجانے سے باز نہ آیا۔ چند سرکردہ آدمیوں کی مداخلت سے فسادات رک گئے۔ لیکن سنگھ سبھا کے اس فعل پر مسلمانوں نے اظہار ناراضی کیا۔ اور ۱۴ و ۱۵ تاریخ کی درمیانی شب کو فسادات شروع ہو گئے۔ پولیس فوراً پہنچ گئی۔ لیکن مشکل یہ تھی۔ کہ مال و املاک پر متفرق طور پر حملے کئے جا رہے تھے۔ کنگس رائل رائفل رجمنٹ بلائی گئی۔ اور طلوع آفتاب سے پہلے پہلے حالات پر قابو پا لیا گیا۔ فوج اور پولیس نے مجمع پر گولی نہیں چلائی۔ کیونکہ حملے فرداً فرداً ہو رہے تھے۔ دو نو مجمعوں کے درمیان لڑائی نہیں ہوئی۔ ہندو اور مسلمان مجروحین کی تعداد ۲۳ اور مسلمان مقتولین کی تعداد ۸ ہے۔ مالی نقصانات بے انتہا ہوا۔ مذہبی عمارتوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ راولپنڈی سے بعد میں اطلاع آئی ہے۔ کہ ۱۴ نفوس مقتول اور ۵۰ مجروح ہوئے ہیں۔ پولس یا فوج نے گولی نہیں چلائی +

کلکتہ ۱۴ جون۔ روزنامہ "فارورڈ" کے مدیر مسٹر دلی کے چکرا ورتی نے اپنے عہدے سے استعفا دے دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے "مکمل بربادی" کے عنوان سے صوبہ بنگال کی کانگرس کمیٹی کی روئداد پر تبصرہ لکھا تھا۔ جسے روزنامہ مذکور کے ناظم اعلیٰ نے شائع نہیں ہونے دیا +

بھوپال ۱۰ جون۔ ہز ہائی نیس نواب حمید اللہ خاں جدید فرمانروائے بھوپال کی تشریف آوری کے بعد سے ریاست کے اندر جشن مسرت اتنے اعلیٰ پیمانہ پر منایا جا رہا ہے کہ اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ کل جو دربار منعقد ہوا وہ یادگار رہے گا۔ دربار کا افتتاح ریاست کے عالم نے کیا۔ دربار کی تاریخ اور نواب بیگم کے سالگرہ کی تاریخ ایک ساتھ پڑی اور اسی روز نواب حمید اللہ خاں کے ہاتھ میں زمام سلطنت سپرد کی گئی۔ گدی پر بٹھاتے ہوئے نواب بیگم نے اردو میں تقریر کی۔ اور امید کی کہ ان کے صاحبزادہ نواب حمید اللہ خاں صاحب نواب سکندر بیگم کے نقش قدم پر چلیں گے +

شملہ ۱۱ جون۔ ملک معظم نے بیگم صاحبہ بھوپال کے لئے بطور ذاتی اعزاز کے ریاست کے اندر ۲۱ اور ریاست کے باہر ۱۹ ضرب توپوں کی سلامی منظور فرمائی ہے +

کولھاپور ۱۰ جون۔ ریاست کولھاپور کے مہاراجہ صاحب نے اپنی حدود ریاست کے اندر بچپن کی شادی قانوناً ممنوع قرار دی ہے۔ اس قانون کے رُو سے ہر وہ شخص جو کسی دس سال سے کم عمر کی لڑکی اور چودہ سال سے کم عمر کے لڑکے کا سربراہ ہو کر شادی رچائے گا۔ کسی ایسی سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا جس کی انتہا دو ہزار روپیہ تک ہے۔ اس قانون کی سب سے بڑی غرض یہ ہے۔ کہ ریاست کولھاپور میں صغر سنی کی شادی کا جو رواج گھر گھر پھیل چکا ہے۔ اس کا انسداد کیا جائے +

جناب سر ذوالفقار علی خاں صاحب نے انبالہ ڈویژن کی طرف سے اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑے ہونے کا فیصلہ کیا ہے +

کلکتہ ۱۳ جون۔ گذشتہ چند روز سے یہاں سخت گرمی پڑ رہی ہے۔ کل اس قدر شدید تھی۔ کہ کئی گھوڑے مر گئے۔ اور کئی آدمی

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)